سوال

ل کر سکتا-417-

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ِسہ میں ایک میاں یا ملا رکھ کر گاؤں کے بچوں کو تعلیم دلائی جاتی ہے، اور ان میں صاحبا بن زکوۃ کے بچے بھی تعلیم پائیں تو کیا یہ جائز ہوگا، یا نہیں؟ درآنحالیکہ زکوۃ دینے والے حضرات میاں یا ملا کی تنخواہ اپنے عشر وزکوۃ کی رقم سے دیتے ہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ُمد!

ب اموال کا اپنے بچوں کو ایسے لوگوں سے تعلیم دلانا جن کو وہ تنخواہ اپنے اموال کی زکوہ وعشر سے دیتے ہوں درست (أقول هوالراجح عندی الی هذا الآن) علماء دین جو اس آیت کے مصداق ہوں:

ُاُحصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الاية))

ل سکتے ہوں، ''مساکین'' میں داخل ہیں، بشرطیکہ انہوں نے تعلیم دین کو حصول زر کا پیشہ نہ بنا لیا ہو، ضرورت اور حاجت سے زیادہ نہ لیتے ہوں، اور کسی حالت میں بھی ساعی وسائل نہ بنتے ہوں، ایسے علماء ودعاۃ مدزکوۃ کے بلاشبہ مستحق ہیں، اسی طرح غریب طلبا علوم دینیہ بھی آیت مذکورہ کی رو سے فقراء ومسا

اکثر علماء کے خیال میں سبیل اللہ سے مراد صرف مجاہدین وغزاۃ ہیں۔

قال شمس الائمۃ ابن قدامہ فی الشرح الکبیر علی متن المقنع لاخلاف فی انھم الغزاۃ لان سبیل اللہ عنہ الاطلاق ھوالغزوا انتھیٰ))

ید رشید رضا مصری مرحوم نے مخالفت کی ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

اغیر صحیح بل سبیل اللہ ھو الطریق الوصل الی مرضاتہ وجنۃ وھوالاسلام فی جملتۃ وایات الانفاق فی سبیل اللہ تشتمل انواع النفقۃ المشروعۃ وما ذا یقول فی اٰیات الصد والاضلال عن سبیل اللہ ولاھجرۃ فی سبیل اللہ بل لا یصح ان یفسر سبیل اللہ فی اٰیات القتال نفسھا بالغزو لان القتال ھوالغزو انما یکون فی سبیل اللہ اذا ارید بہ ان

ِ علماء اہل حدیث نے ایسے اصحاب نصاب کو ''عاملین'' میں داخل سمجھا ہے، ان کا خیال یہ ہے کہ عاملین زکوۃ کا مصرف ٹھہرانے کی علت بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ ان عاملین نے ایک کام کو جو مصالح مسلمین سے ہے انجام دیا ہے:

ُکانی حدیث ابن سعید (عند الشیخین دلیل علی ان عمل الساعی سبب لاستحقاقہ الاجرۃ کما ان وصف الفقراء والسکنۃ ھو السبب فی ذلک واذا کان العمل ھو السبب اقتضیٰ قیاس قواعد الشرع ان الماخوذ فی مقابلۃ اجرۃ))

کے اور عاملین کو اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر زکوۃ کا مصرف نہیں ٹھہرایا ہے، لیکن روایات حدیثیہ سے ثابت ہے کہ عہد نبوت میں جو اشخاص اس قسم کے کاموں کو سر انجام دیتے تھے، ان کو بھی رسول اللہ ﷺ ان کے کاموں کی اجرت عنایت فرماتے تھے، ابوداؤد میں بریدہ سے مرفوعاً روایت ہے:

انہ عمل فرزقنا رزقاً فما اخذ بعد ذلک فھو غلول قال الشوکانی فیہ دلیل علی انہ لا یحل للعامل زیادۃ علی ما فرض لہ من استعملہ وان ما اخذ بعد ذالک وفھو من الغلول وذالک بناء علی انہ اجارۃ ولکنھا فاسدۃ یلام فیھا اجرۃ المثل الی اخر ما قال)) (نیل الاوطار)

ِ اسلامی کے دیگر عاملین مثلاً قضاۃ وغیرہ بوجہ اشتراک فی العلۃ حکم سعاۃ میں داخل ہیں، اس کے علاوہ عہد خلافت راشدہ میں بھی دیگر عاملین کی اجرت بلکہ خود عالم کی اجرت مال مسلمین سے دیا جانا ثابت ہے، اور انہی وجوہ سے خلف وسلف کی ایک بڑی جماعت اس جانب گئی ہے:

ِالقاضی الاجرۃ علی الحکم لکونہ یشتغلہ الحکم من القیام بمصالہ (عمدۃ القاری للعینی) واحتج ابو عبیدۃ علی جواز ذلک بما فرض اللہ للعاملین علی الصدقۃ جعل لھم حقا منھا لقیامھم وسعیھم الی قولہ وقال ابن المنذر حدیث ابن سعید حجۃ فی جواز ارزاق القضاۃ من وجوھما (فتح الباری) وقال القاری فی المرقات فی شرح حدیث وغیرہ جواز

ِ پر مشتمل ہے، اس کے مدرسین کو مدزکوۃ سے تنخواہ دینی کیوں درست نہیں، ساتھ ہی اس کے اس زمانہ میں مدارس دینیہ کے قیام وبقا کی جو ضرورت ہے، وہ مخفی نہیں، یہ بھی ظاہر ہے کہ تاوقتیکہ مدارس کی امداد مدزکوۃ سے نہ ہوگی۔ کوئی مدرسہ چل نہیں سکتا۔ پس جب سائلین صدقات کے ساتھ دوسرے عاملین

ِعن میمون قال لما استخلف ابوبکر جعلوا لہ الفین فقال زیدونی فان لی عیالاً وقد شغلتمونی عن التجارۃ فزادوہ خمس مائۃ (تاریخ الخلفاء))

ِ وملازمین مدرسہ کو بصورت ان کے غنی ہونے کے تنخواہ نہیں ادا کی جا سکتی، اور نہ ان کے لیے لینا جائز ہے، وہ کہتے ہیں، زکوۃ ایک فریضہ الٰہی ہے، جس کی ذمہ داری مالک نصاب پر ہوتی ہے، اور چونکہ وہ حج روزہ نماز کی طرح ایک عبادت ہے، اسی لیے مالک نصاب کو مقررہ شروط وقیود کا لحاظ رکھتے ہوئے مال ک

ِما قال فی رد المختار فلا یدفع لاصلہ ای وان علا ولفرعہ ای وان سفل وکذا الزوجۃ وزوجھا وبدہ دم کلتۃ لانہ بالدنع الیھم لم تنقطع المنفعۃ عن الملک ای المزکی من کل وجہ))

مدرسین وملازمین مدرسہ کو عاملین کہنا قیاس کے ساتھ ... (تقد المحتاج کر حل غلط ہے)۔

ِلہ سے جواز کو بیت المال سے ملتا ہے، مدرسین کے مدزکوۃ سے تنخواہ دینے کے جواز پر استدلال صحیح نہیں ہے، اس لیے کہ بیت المال دراصل اسلامی خزانہ کا نام ہے، جس کے مختلف شعبے ہوتے تھے، اور ہر شعبے کے مصارف جداگانہ ہوتے ہیں، مثلاً ایک شعبہ بیت الخمس کا تھا، جس میں جنس غنائم وغیرہ جمع

(فتاویٰ ثنائیہ جلد اول ص ۴۲۰) (املاہ عبیداللہ المبارکفوری الرحمانی المدرس مدرسہ دارالحدیث الرحمانیہ دہلی)

توضیح: ...ان سب عبارتوں کا جواب قاضی محمد سلیمان منصورپوری کے مضمون میں دیکھیں۔ (سعیدی)

فتاویٰ علمائے حدیث